ضرورتِ مذہب اوراس کے معاشرتی وسماجی اثرات

[1] Dr Syed Attaullah Bukhari*
[2] Muhammad Mustafa Khokar **

Abstract

Divine religions include the religions which Allah has revealed through his messenger to guide mankind. The sources of instructions in these religions are books containing the scriptures and revelation divine causes of divine religion. Devine religions includes Judaism, Christianity and Islam. Islam is the last divine religion after this the bus of divine Prophet and messengers to the humanity and in the worlds. The human intellect is flawed. Religion formulates political and economical principles to guide man's intellect so that human beings can solve real life problem in light of these principles. If these principles were not present .The humanity would have fallen in to the pit of destruction.

Keywords: Devine Religions, Islam, Christianity.

لفظ"مذہب"لغوی معنی ومفہوم:

لفظ مذہب آئمہ لغت کی روشنی میں:

مذہب وہ ہدایات اور احکامات ہیں جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام کو وحی کے ذریعے بھیجے، سادہ لفظ میں لفظ "مذہب" کا لغوی معنی "راستہ اور طریقہ" ہے

(۱) علامہ فیروز آبادیؒ اپنی معرکتہ الآراء تصنیف "القاموس المحیط" میں لفظ مذہب کے معنی "راستہ، اور چلنے کی جگہ" تحریر کیے ہیں آپ رقمطراز ہیں:

1* Lecturer Cadet College Ghotki
2** PhD Research Scholar University of Sindh Jamshoro

المذهب : المتوضا ، والمعتقد الذی یذهب الیه ، والطریقة۔[3]

"مذہب: چلنے کی جگہ، ایسا راستہ جس کی طرف جانا ضروری ہوتا ہے۔"

(۲) علامہ افریقیؒ لسان العرب میں لفظ مذہب کے متعلق تحریر کرتے ہیں:

المذهب : المعتقد الذی یذهب الیه. [4]

"مذہب: ایسا مقصد جس کی طرف جانا ضروری ہو"

(۳) علامہ یوسف علی خاںؒ اپنی معرکتہ الآراء تصنیف "تقابل ادیان" میں لفظ مذہب کے معنی بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

"مذہب اسم ظرف کا صیغہ ہے جو مصدر میمی کے طور پر استعمال ہوتا ہے،
بمعنی چلنے کی جگہ، چلنے کا راستہ وغیرہ۔"[5]

اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں:

"جن اصولوں پر چل کر زندگی گزاری جا سکے اُن اصولوں کو مذہب کہتے ہیں
۔"

"مذہب" کے متعلق مفکرین کے اقوال:

تاریخ عالم و مذہب کے مفکرین حضرات نے مذہب کے متعلق اس کی تعریف اپنے تجزیات اور فکر کے مطابق کی ہے۔

(۱) **ولیم جیمز William James:**

"انسان کے وہ جذبات و اعمال و تجربات جن سے انسان خدا سے رشتہ استوار
کرتا ہے۔"

---

3 فیروز آبادی، محمد بن یعقوب، القاموس المحیط (موسستہ الرسالہ، بیروت، ۱۴۰۷ھ)، ص:۱۱۰،

4 افریقی، ابن منظور، لسان العرب (دار الکتب العلمیہ بیروت، س۔ن)، ۱/۳۹۴

5 یوسف علی خان، تقابل ادیان (بیت العلوم، نابھ روڈ، پرانی کلی، لاہور، س۔ن)، ص:۳۱

(۲) پروفیسر ٹیلر Professor Tailor:

"مذہب روحانی ہستیوں پر ایمان کا نام ہے۔"

(۳) پروفیسر وائیٹ ہیڈ Professor White Head:

"مذہب وہ قوت ہے جس کے متعلق یہ عقیدہ ہو جائے کہ اس کی طاقت سے
وہ کائنات پر حاوی ہو جائے گا۔"

(۴) او سپنسکی Ouspenskey:

"مذہب ایک ایسا انسانی تصور ہے جو اس کی فکری سطح سے تعلق رکھتا ہے،
جیسی انسان کی سطح ویسا اس کا مذہب۔"

(۵) پروفیسر جیمز ایک لیبوبا Professor James .H.Leboobal:

"مذہب نام ہے اس جہد وجہد کا جو انسان زندگی کے حقیقی مقاصد کے ادراک
کے لئے کرتا ہے۔"[6]

لفظ "مذہب کا اصطلاحی مفہوم" مذاہب کی روشنی میں:

لفظ "Religion" انگیریزی زبان کا لفظ ہے جس کے اردو میں معنی "مذہب" کیا جاتا ہے جس کا ماخذ لاطینی زبان کے لفظ "Religio" سے ہے، یہ لفظ قبل مسیح سے پہلے رومی مصنفین لکریٹیس (Lucretuis) اور سیسرو (Cicero) کے ہاں ملتا ہے، لکریٹیس کی نظم (On the Naturof Thing) اور سیسرو کی کتاب "On the Nature of GOD" میں یہ لفظ مذہبی رسوم اور مخصوص اعمال کی آدائیگی کے معنوں میں آیا ہے، اس میں سیسرو کا رجحان زیادہ تر انفرادی شخصیت اور داخلی موضوعیت کی طرف رہا ہے، اس کے نزدیک مذہب یا دین یعنی Religio محض ایک رویئے کا نام ہے، اس کے برعکس لکریٹیس کے ہاں مذہب معروضیت اور واقعیت پسندی ہے جس میں دوسرے افراد بھی شریک ہرتے ہیں، گویا سیسرو کا مذہبی رجحان انسان کی فکر اور ذاتی زندگی تک محدود ہے جبکہ لکریٹیس مذہب کو تمام تر انفرادی اور اجتماعی اور معاشرتی زندگی پر محیط سمجھتے ہیں۔

---

6 ایم آر طارق، تقابل ادیان (گنج بخش کتاب گھر، لاہور، س۔ن)، ص:۱۷

Ali Quli Qaria , the Meaning and endh of Relegion: A Vritical Analysis of W.C smith,s Approach . Al Twahid A Quarterly Journal of Islamic Thought and Culture , [7]

ہندو مذہب میں لفظ مذہب / دین کا استعمال:

ہندووں میں لفظ مذہب کے لئے سنسکرت لفظ "دھرم" استعمال ہوا ہے جس کا اطلاق فقط عقائد، عبادات، اور مذہبی رسومات تک ہی محدود نہیں بلکہ اخلاقی افکار و کل انسانی فرائض و ذمہ داریوں پر ہوتا ہے، لفظ مذہب کے متعلق جواہر لال نہرو اپنی شہرہ آفاق کتاب "تلاش ہند" میں رقمطراز ہیں:

"ہندستان میں مذہب کے لئے پرانے زمانے میں "آریا دھرم" کا لفظ استعمال کیا جاتا تھا، دھرم محض مذہب کے مفہوم سے کچھ زیادہ ہے اس کا مادہ ایک ایسا لفظ ہے جس کے معنی برقرار رکھنا، دھرم کسی شئے کے اندرونی نظام یا اس کے آئینی وجود کا نام ہے، یہ ایک ایسی اصطلاح ہے جو سارے اخلاقی قوانین اور کل انسانی فرائض اور ذمہ داریوں کا احاطہ کرتی ہے"۔ [8]

یہودیت میں لفظ مذہب:

یہودی مذہب میں دین یا مذہب کے لئے لفظ "کتاب موسیٰ"، "قانون موسیٰ"، یا صرف لفظ قانون کے اصطلاحات پائے جاتے ہیں، جو کہ نظریات، عقائد، قوانین، عبادات، الہامی کتب، اقدار، نسلی، اور مذہبی تاریخ کے مظہر ہیں، قانون یا شریعت موسوی یہودیوں کی مذہبی زندگی کی آئینہ دار ہے جس کی پیروی مذہبی پیشواوں اور ربیوں پر ضروری نہیں بلکہ اس کی اطاعت یہودی بادشاہ اور معاشرے کے ہر فرد کے لئے لازم تھی، یہاں تک کہ غیر یہودی جو اسرائیلی حکومت میں رہتے تھے ان کے لئے بھی لازم تھا کہ وہ قانون یا دین کی پاسداری کرے، جیسا کہ یشوع کی باب نمبر 8 کی عبارت سے واضح ہوتا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ:

---

7 April- june 1986 , Tablighat e Islami, Tehran, Iran P, 167

8 نہرو، جواہر لال، تلاش ہند م (تخلیقات، علی پلازہ، مزنگ روڈ، لاہور، س۔ن، ۲۰۰۴ء)، ص: ۹۰

"اور اس نے وہاں ان پتھروں پر موسیٰ کی شریعت کی، جو اس نے لکھی تھی، جب بنی اسرائیل اور ان کے بزرگ اور منصب دار قاضی یعنی دیسی اور پردیسی دونوں لاوی کاہنوں کے آگے جو خداوند کے عہد کے صندوق کے اٹھانے والے تھے صندوق کے ادھر ادھر کھڑے ہوگئے، اس کے بعد اس نے شریعت کی سب باتیں، یعنی برکت اور لعنت، جیسی شریعت کی کتاب میں لکھی ہوئی ہیں، پڑھ کر سنائیں"[9]

عیسائیت میں لفظ مذہب:

لفظ "مذہب" کا جہاں تک عیسائیت سے تعلق ہے تو اس سلسلے میں اسلام کا نکتہ نظر کے مطابق تعلیمات عیسوی وہی تھیں جو شریعت موسوی کی تھیں، انجیل تورات کی گمشدہ اور ان کے تحریف شدہ تعلیمات کی از سر نو تجدید کے لئے نازل ہوا تھا، شریعت عیسوی میں مذہب کے لئے کوئی نیا نام استعمال نہیں ہوا، بلکہ وہی قانون یا شریعت کی اصطلاح استعمال ہوئی، لیکن موجودہ عیسائیت جو کہ عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے بجائے سینٹ پال کی ذہنی اختراع ہے، موسیٰ کی تعلیمات سے مختلف ہے تاہم سینٹ پال نے بھی اپنی تعلیمات میں قانون اور اس کی پاسداری پر زور دیا ہے جس میں مذہبی تعلیمات کے ساتھ ساتھ رومی قوانین کی پابندی بھی لازم تصور کی جاتی تھی، لہذا وہ ایک خط میں تحریر کرتے ہیں:

"ہر شخص اعلیٰ حکومتوں کا تابعدار رہے کیوں کہ کوئی حکومت ایسی نہیں جو خدا کی طرف سے نہ ہو اور جو حکومتیں موجود ہے وہ خدا کی طرف سے ہیں".[10]

خلاصہ اقوال:

آئمہ لغت و مفکرین کے اقوال کی روشنی میں جو مذہب کے معنی و مفہوم سمجھے جاسکتے ہیں وہ یہ ہیں کہ مذہب ایک ایسا ہموار راستہ ہے جس پر گامزن ہو کر انسان اپنے اصل مقصد کی طرف پہنچ سکتا ہے۔

---

9 کتاب مقدس، عہد نامہ عتیق، یشوع، ۸/ ۳۲۔۳۴

10 کتاب مقدس، رومیوں کے نام یونس کا کھلا خط، ۱۳/ ۱

مذہب کی ابتداء:

اسلامی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو گا مذہب کا تصور انسان کی پیدائش سے پہلے ہی موجود کیا گیا ابھی انسان میں تولد و تناسل کا سلسلہ کی ابتداء بھی نہیں ہوئی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام پہلے نبی مقرر ہوئے، اور اگر مذہب کے ابتداء کے متعلق مغربی تصور دیکھیں جنہوں نے مذہب اور سیاست کو الگ الگ تقسیم کیا ہے، یعنی مذہب کو فقط عبادات تک محدود کرنے کا تصور مغرب نے پیش کیا۔

اسلامی نظریہ کے مطابق تخلیق انسانیت کا مقصد اور اس کی غرض و غایت اسے خلافت سے نوازنا تھا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ﴾[11]

"اور جب فرمایا تمہارے پروردگار نے فرشتوں کیلئے کہ بیشک میں بنانے والا ہوں زمین ایک خلیفہ ۔"

تخلیق آدم کے بعد اللہ تعالیٰ نے جنت میں ان کا مسکن بنایا اور پھر ان ہی سے ان کی زوجہ "حضرت بی بی حواء سلام اللہ علیہا" کو پیدا فرمایا جس کا ذکر ہمیں سورۃ النساء کی آیت نمبر ا میں ملتا ہے۔

﴿وَخَلَقَ مِنْـهَا زَوْجَهَا﴾[12]

"اور ہم نے پیدا کیا اس سے اس کی بیوی کو۔"

دونوں کا مسکن جنت قرار دیا گیا اور سب نعمتیں ان پر حلال قرار دی گئیں پر ساتھ میں اللہ تعالیٰ نے ایک درخت کی نشاندہی کرتے ہوئے ان دونوں کو اس کے قریب جانے سے روکا جیسا کہ ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَـقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ ﴾[13]

---

[11] سورۃ البقرۃ ۲:۱۳۰

[12] سورۃ النساء ۴:۱

[13] سورۃ البقرۃ ۲:۳۵

"مگر اس درخت کے قریب مت جانا۔"

پر شیطان جو ازل سے انسان کا دشمن قرار دیا گیا تھا طرح طرح سے ان دونوں کو بہکانے کی کوشش کرنے لگا۔

﴿فَاَزَلَّهُمَا الشَّيْطٰنُ عَنْهَا﴾[14]

"پھر ہوا یہ کہ شیطان نے ان دونوں کو وہاں سے ڈگمگا دیا۔"

اس وقت حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی ہدایت یاد نہ رہی جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے:

﴿اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ﴾[15]

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو جنت سے زمین پر بھیجنے کے ساتھ ساتھ یہ ہدایت بھی فرمائی:

﴿فَاِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ مِّنِّيْ هُدًى فَمَنْ تَبِعَ هُدَايَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ﴾[16]

"ہم نے کہا اب تم سب یہاں سے اتر جاؤ پھر اگر میری طرف سے کوئی ہدایت تمہیں پہنچے تو جو لوگ میری ہدایت کی پیروی کریں گے ان کو نہ کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ کسی غم میں مبتلا ہوں گے۔"

اب اگر ہم مذکورہ بالا آیات اور مذہب کی تعریفات کو مد نظر رکھیں کہ مذہب نام ہے کسی صحیح راستے کی طرف گامزن ہونے کا تو نتیجہ یہ بر آمد ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کے ساتھ ساتھ انہیں جنت سے زمین پر بھیجنے تک مختلف ہدایات کے ذریعے ان کی رہنمائی فرمائی اور یہی مذہب کی ابتداء ہے۔ اور پھر آدم علیہ السلام کے بعد حضور اکرم ﷺ تک بے شمار انبیاء و مرسلین اس دنیا میں اللہ کی ہدایات لوگوں تک پہنچاتے رہے، یعنی صحیح اور حق راستے پر گامزن رہنے کی تلقین فرماتے رہے۔ جو جو نبی عبادات، ریاضت، معاشرتی، معاشی، سماجی ا اور اقتصادیات کے متعلق جو

---

[14] سورۃ البقرۃ ۳۶:۲

[15] سورۃ طہٰ ۱۱۵:۲۰

[16] سورۃ البقرۃ ۳۸:۲

ہدایات لاتے رہے وہ سب مذہب کا حصہ بنتے گئے۔ کائنات میں جتنے انبیاء تشریف لائے ان سے دنیا میں بے شمار مذاہب نے جنم لیا۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا﴾[17]

"اور واقعہ یہ ہے کہ ہم نے ہر امت میں کوئی نہ کوئی پیغمبر اس ہدایت کے ساتھ بھیجا ہے۔"

الغرض سلسلہ نبوت و رسالت چلتا رہا اور مخلوق خداوندی کو راہ راست پر لانے اور اصلاح کرنے کے لئے انبیاء کرام نے اپنے فریضہ تبلیغ کی آدائیگی کے لئے اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیمات سے مخلوق کو روشناس کرایا۔

مغرب کا تصور مذہب:

مغربی نقطہ نظر کے مطابق جن میں عیسائی متکلمین نے اپنے عقائد، تصور کائنات کی پوری عمارت فلسفہ یونانی اور سائنس کے نظریات، دلائل، اور معلومات پر تعمیر کر رکھی ہے ان کے نظریے کے مطابق ان کا ماننا تھا کہ اگر ان بنیادوں کے ساتھ اگر ذرا سی بھی چھیڑ چھاڑ کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ پوری عمارت زمین بوس ہو جائے گی۔ جس کے مذہب کا خاتمہ ہو جائے گا، لہذا وہ نہ کسی ایسی تنقید و تحقیق کو گوارہ کرنے کے لئے تیار تھے جس کی وجہ سے اہل کلیسا اپنے علم کلام پر نظر ثانی کرنے پڑ جائے اور نہ ہی کسی ایسی علمی تحقیقات کی اجازت دے سکتے تھے جس سے بائبل کا دیا ہوا تصور کائنات و انسان کا کوئی جز غلط ثابت ہو جائے، لہذا وہ اس طرح کی ہر چیز کو مذہب کے لئے اس پر قائم نظام تمدن سیاست و معیشیت کے لئے خطرہ سمجھتے تھے، جبکہ اس کے بر خلاف جو لوگ نشاۃ جدیدہ کی تحریک اور اس کے محرکات کے زیر اثر تنقید و تحقیق پر کام کر رہے ہیں انہیں قدم بہ قدم اس فلسفہ و سائنس کی کمزوریاں معلوم ہو رہی تھیں جن کے سہارے عقائد و کلام کا یہ پورا نظام کھڑا تھا مگر وہ جوں جوں آگے بڑھتے گئے اہل کلیسا اپنے مذہبی و سیاسی اقتدار کے بل بوتے پر ان کے راستے پر رکاوٹ قائم کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا ماننا تھا ایسا قدم اٹھانے والوں، اور ان تصورات پر نظر ثانی کرنے والوں کی آنکھیں نکال دی جائیں، دماغوں کو بہت سے ان نظریات میں جھول محسوس ہو رہی تھی مگر اہل کلیسا ہر دماغ کو بھوڑ دینا چاہتے ہیں۔

---

[17] سورۃ النحل ۳۶:۱۶

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی نقطہ نظر اور آئمہ لغت میں مذہب کے معنی راستہ یا مسلک کے ہیں، اپنے عمومی مفہوم کے لحاظ سے اس کا اطلاق بھی عقیدہ اور الٰہی ضابط پر ہوتا ہے، لفظ مذہب راستہ، رہنمائی، طریقہ کار کے معنوں میں مشترک ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذہب عبارت ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایات وہ علم جس کے ذریعے حق راستے پر گامزن ہوا جاسکے، مذہب ہے۔

مذاہب کی تقسیم:

قرآن کریم میں تین مذاہب کا براہ راست ذکر ملتا ہے اور ان پر عمل کرنے والوں کو اہل کتاب کا نام دیا گیا ہے یعنی اسلام، یہودیت اور عیسائیت۔ ان کے علاوہ مذاہب کو مشرک کے نام سے پکارا گیا ہے، جس میں آتش پرست، بت پرست، دہریت وغیرہ شامل ہیں مگر قرآن کریم میں تفصیل کے ساتھ دو مذاہب پر روشنی ڈالی گئی ہے جن میں اسلام کے مقابل مشرکین کا ذکر کیا گیا ہے، کیوں کہ تمام انبیاء کرام کی تعلیمات بنیادی طور پر مشترک تھیں، جن میں بت پرستی کا خاتمہ، شرک سے دوری، عبادت خداوندی وغیرہ شامل ہیں۔ مگر علاقوں، اقوام اور انبیاء کے نام سے بہت بعد اس کو مختلف ناموں سے جانا اور پہچانا جانے لگا۔ مثلاً شریعت موسوی پر عمل کرنے والوں کو یہودی، شریعت عیسوی پر عمل کرنے والوں کو مذہب عیسائیت اور شریعت محمدی ﷺ پر عمل کرنے والوں کو مذہب اسلام کے نام سے منسوب کر دیا گیا۔

یہودیت اور عیسائیت کے علاوہ مجوسیت یا آتش پرستی ایک ایسا مذہب ہے جو شاید پہلے کبھی اہل کتاب میں رہا ہو کیوں کہ حضور اکرم ﷺ نے بعض معاملات میں ہجر کے مجوسیوں کے ساتھ اہل کتاب کا سا معاملہ کرنے کے احکامات دیے تھے مثلاً مجوسیوں کا ذبیحہ جائز قرار دیا گیا تھا، ان کی خواتین سے نکاح کو جائز قرار دیا گیا تھا مگر ان کی تعلیمات اس قدر مسخ ہو چکی تھیں کہ اصلیت کا پتہ نہیں چلتا تھا۔ لہٰذا دنیا میں بسنے والے مذاہب کو دو بڑے حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے (۱)الہامی (۲) غیر الہامی۔

الہامی مذاہب Revealed Religion:

الہامی مذاہب میں وہ مذاہب شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں کے ذریعے انسانوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے۔ ان مذاہب میں ہدایات کے ذرائع پیغامات، کتب، صحائف سماوی، اور وحی الٰہی شامل ہیں، الہامی مذاہب میں

یہودیت، عیسائیت، اور مذہب اسلام شامل ہیں، الہامی مذاہب میں اسلام آخری مذہب ہے اس کے بعد دنیامیں انسانوں کے لئے وحی الٰہی، انبیاء اکرام ومرسلین کی بعثت کاسلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ الہامی مذاہب کی خصوصیات درج ذیل ہیں:

- الہامی مذاہب بنیادی طور پر ایک خداوند کے تابع ہوتے ہیں جسے الہامی مذہب کی زبان میں توحید کہتے ہیں
- الہامی مذاہب میں انبیاء کرام ومرسلین کاتصور ہے جنہیں خدا کی طرف سے ہادی تصور کرتے ہیں
- یہ مذاہب کتب سماویہ پر یقین رکھتے ہیں
- الہامی مذاہب کا سرچشمہ مشرق وسطیٰ کے محدود علاقے ہیں
- ان مذاہب کا آغاز سامی النسل اقوام میں ہوا اور ان کی تبلیغ تمام علاقوں کے لئے ہے
- یہ اپنے عقائد اور تعلیمات اور تحریک کے لحاظ سے تبلیغی ہیں

غیر الہامی مذاہبNon- Revealed Religion:

غیر الہامی مذاہب میں ایسے مذاہب کا شمار ہوتا ہے جو اپنی تعلیمات عقائد نظریات کے اعتبار سے خود تخلیق کار ہوتے ہیں، وہ آسمانی ہدایات اور وحی الٰہی کے پابند نہیں ہوتے۔ یہ مذاہب زیادہ تر ارتقائی مراحل کا نتیجہ ہوتے ہیں جو وقت اور ضرورت کے مطابق تبدیلیوں کے عمل سے گزرتے رہتے ہیں کیوں کہ خدائے واحد کی ہدایات کے تابع نہیں ہوتے اس لئے یہ نہ تو توحید کے قائل ہوتے ہیں اور بعض تو خدا کے تصور کے قائل بھی نہیں ہوتے اور ہر اس طیز کی پرستش شروع کر دیتے ہیں جس سے خوفزدہ ہوں، غیر الہامی مذاہب کی نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں

- الہامی مذاہب تصور توحید سے خالی ہوتے ہیں
- الہامی مذاہب میں پیغمبر رسول انبیاء کرام کا بھی کوئی تصور نہیں، البتہ بانیان مذاہب کو اہمیت دیتے ہیں
- یہ وحی الٰہی اور آسمانی کتابوں کے قائل نہیں
- یہ مشرق وسطیٰ سے باہر شروع ہوئے اور ہر طرف پھیلے
- یہ سامی النسل اقوام سے باہر شروع ہوئے اور ہر طرف پھیلے
- یہ بدھ مت کے علاوہ (جو غیر الہامی ہے) اپنے عقائد یعنی تعلیمات کے لحاظ سے غیر تبلیغی ہیں۔

الہامی اور غیر الہامی مذاہب کا تقابلی جائزہ:

- الہامی مذاہب کی بنیاد توحید باری تعالیٰ پر منحصر ہوتی ہے جبکہ غیر غیر الہامی مذاہب میں خداوند کی توحید لازم نہیں بلکہ غیر الہامی مذاہب میں اکثر خدا کے تصور سے ہی خالی ہوتے ہیں
- الہامی مذاہب میں پیغمبر، انبیاء، ومرسلین کا تصور موجود ہے جبکہ غیر الہامی مذاہب میں انبیاء ومرسلین کے تصور سے خالی ہوتے ہیں
- الہامی مذاہب کے عقائد، عبادات، کے ماخذ کتب الٰہی سے واضح ہوتے ہیں جبکہ غیر الہامی مذاہب کتب سماویہ سے خالی ہوتے ہیں

درج بالا کوائف کے علاوہ ان دونوں میں کی تعلیمات وعقائد کا ایک فرق یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ الہامی مذاہب کے عقائد وتعلیمات وعبادات مستقل بنیادوں پر استوار ہوتے ہیں، جبکہ غیر الہامی مذاہب کے عقائد، عبادات ورسومات، زمان ومکان کے ساتھ ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں، جبکہ غیر الہامی مذاہب غیر مستحکم اور تغیر پذیر ہوتے ہیں۔

مذہب کی ابتداء وارتقاء Evolution Of Religion :

مذہب کی ابتداء کی اگر بات کی جائے تو حقائق یہ واضح کرتے ہیں کہ انسان کی پیدائش کے ساتھ ہی مذہب کا آغاز ہوا، جیسے جیسے انسانی فکر وشعور پروان چڑھتا گیا اس کے ساتھ مذہب کی بنیادیں بھی انسانی زندگی میں اثرانداز ہونے لگیں، فرق یہ ہے کہ انسانی ارتقاء کے ابتدائی دور میں مذہب کی حیثیت انفرادی فکر پر تھی، اس پر جو واردات فکری ع علمی ہوتی وہ اپنی فکر کے مطابق اس کی تاویل پیدا کرلیتا ہے، جب اس نے اپنے سائے پر غور کیا تو اس کو اپنا وجود قرار دے کر اپنی ذات سے ماوراء قرار دیکر روحوں کا حصہ بنادیا، اسی طرح اچھے انسان اور برے انسان کی مناسبت سے اچھی اور بری روحوں کا وجود ابھرا جو کہ انسان کے مرنے کے بعد بھی قائم رہا، انسان نے انہی روحوں کی پرستش اور ان کی ناراضگی سے بچنے اور اچھی روحون سے صلہ چاہنے کے لئے مختلف عبادات کے طریقے ایجاد کئے۔ جب ارتقاء کا مرحلہ اور آگے بڑھا تو قبیلہ کا سردار، راجہ اور بادشاہ قابل احترام جانے گئے اور ان کے مردہ اجسان اور ان کی روحیں قابل پرستش سمجھی گئیں، اس طرح علاقائی مذاہب وجود میں آئے اور مذہب کی تشکیل میں اس علاقے کی ساخت ماحول اور تمدن نے بڑا اہم کردار ادا کیا کیوں کہ انسان زمین کے صرف ایک حصے تک محدود نہ رہا بلکہ جہاں اس کو زندگی کی آسانیاں ملیں وہ وہاں آباد ہوگیا۔

اسی طرح تمدنی ترقی کے اثرات ان کی مذہبی فکر پر بھی پڑے اور ایک ساتھ مختلف علاقوں میں ثقافتی اور تمدنی ارتقائی کا عمل شروع ہوا، یہ ارتقاء مذہبی ارتقاء کا بھی حصہ ہے۔

تاریخ انسانی کے مطالعے میں آسمانی مذاہب کی آمد کیوں کہ انسان کی آمد کے ساتھ ہی ہوئی مگر اس کو واضح ارتقاء اس لئے نہ مل سکا کیوں کہ کہیں بھی انسان نے مستقل طور پر ڈیرے نہ جمائے بلکہ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں زرخیز علاقوں کی طرف بڑھتا چلا گیا اس طرح آسمانی تعلیمات کے اثرات موجود رہے مگر اپنی صورت کو برقرار نہ رکھ سکیں اور اس کا آفاقی تصور دیوی، دیوتاوں اور مافوق الفطرت اور روحوں میں ڈھل گیا جو مختلف مظاہر کی صورت میں قابل پرستش بنا۔

مذہب کے معاشرتی وسماجی اثرات

عدل وانصاف اور مذہب:

انسانی تاریخ شاہد ہے انسان نے ابتداء میں اپنے ذاتی مفادات کے لئے دوسروں پر ناانصافی جیسے معاملات کرتا چلا آیا ہے، لہذا معاشرے کے وجود کے بعد ایسے قوانین بنائے جاتے ہیں جس میں انسان کسی بھی قسم کی ناانصافی اور زیادتی سے بچ سکے، اگر مذاہب کا مطالعہ کریں تو دنیا کے ہر مذہب میں عدل وانصاف، سزا اور جزاوغیرہ کی تعلیم دی گئی ہے، اور یہ بات بھی کسی سے ڈھکی چھپی نہیں کہ دنیا کے تمام قوانین کا سرچشمہ مذہب ہے، بس وقت کے ساتھ ساتھ قوانین میں ترمیم ہوتی گئی اور موجودہ شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ مثلا تمام مذاہب میں چور کی سزا مقرر ہے، قتل کی سزا مقرر ہے اور آج تمام دنیا میں رائج ہے۔

اخوت اور بھائی چارگی:

مذہب نے جہاں معاشرتی اصول وضوابط عطا کئے انہی میں اخوت وبھائی چارگی کو بھی معاشرے کا اہم اصول قرار دیا ہے کیوں کہ معاشرے میں رنگ و نسل کے تعصب نے انسان کو ایک دوسرے کے خون کا پیاسا بنادیا ہے معاشرے میں رہنے والے افراد اکثر رنگ و نسل، لسانی تعصبات کی وجہ سے ایک دوسرے کو برداشت کرنا گوارہ نہیں کرتے، لیکن یہ مذہب ہی جس نے تمام مذاہب اور تمام افراد کو ایک لڑی میں پرویا ہے، نسلی علاقائی قومیت جیسے تعصبات

سے معاشرے کو پاک کرنے کا حکم دیا ہے اگر دنیا میں مذہب کا وجود نہ ہوتا تو نوع انسانی مختلف تعصبات کی بنا پر جنگ و جدل میں تباہ و برباد ہو چکی ہوتی۔

مذہب اور انسانی فطری ضرورت:

جیسا کہ غیر مسلم مفکرین کا ماننا ہے مذہب انسان کا فطری جذبہ ہے۔ یہ بات انسان کی فطرت میں شامل ہے کہ وہ اپنے سے بلند ہستی سے رجوع کرے، جو زندگی کے دکھ سکھ میں اس کے لئے سہارا ہو اور تمام دنیا سے بڑھ کر اس کا ہمدرد و غمگسار ہو۔

انسان شروع ہی سے ایک نادیدہ ہستی کو اپنا خلق تسلیم کر کے اس سے مدد کا طلب گار رہا ہے۔ انسان نے اسی نادیدہ ہستی کو کبھی خدا، کبھی اللہ، کبھی یزادن اور کبھی بھگوان کا نام دیا ہے۔ فطرت ہر انسان سے مذہب کا تقاضا کرتی ہے اور انسان مذہب کے بغیر کبھی بھی مطمئن نہیں ہوتا۔ خصوصاً غم و آلام میں تو اسے مذہب کی اور بھی زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ ایک انسان جب مشکل حالات سے دوچار ہو کر مایوس ہو کر مذہب کی طرف رجوع کرتا ہے، خدا کے حضور حاضر ہوتا ہے، مسجد میں جا کر سجدہ ریز ہوتا ہے یا مندر میں جا کر بھگوان کی مورتی کے سامنے گڑ گڑاتا ہے تو اس کی روح پر سکون ہو جاتی ہے، اور اس کی پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ یہ وجہ ہے کہ ہر دور میں جاہل سے لیکر عالم تک گدا سے لیکر بادشاہ تک ، متقی سے لیکر گناہ گار تک سبھی کسی نہ کسی صورت میں مذہب کے مرہون منت رہے ہیں۔

مذہب اور روحانی اقتضاء:

انسانی زندگی جسم اور روح کا مرکب ہے۔ ان دونوں روابط کو برقرار رکھنے کے لئے انسان کو ایک طرف مادی ضرورت اور جسمانی وسائل کی ضرورت ہے تو دوسری طرف روحانی ارتقاء کے لئے اسے روحانی اقدار کی بھی اشد ضرورت ہے۔ جسمانی ضروریات کے لیے وہ زمین سے رزق حاصل کرتا ہے اور روحانی ضرویات کے لیے وہ مذہب یا دین سے مدد حاصل کرتا ہے۔

مذہب اور معاشرتی ضرورت:

انسان تنہا زندگی بسر نہیں کر سکتا وہ مل جل کر رہنے پر مجبور ہے۔ بالفاظ دیگر یوں کہا جاسکتا ہے کہ انسان معاشرتی زندگی کا محتاج ہے۔ اور کوئی بھی معاشرہ اس وقت تک وجود میں نہیں آتا جب تک اس معاشرے کے رہنے والوں

کا مقصد حیات ایک نا ہو۔ اور وہ مقصد حیات دین یا مذہب ہی کی وجہ سے ممکن ہو تا ہے۔ اور دین یا مذہب ہی کیسی معاشرے کے اصولوں اور قوانین کو مرتب کرتے ہیں۔

مذہب اور اصلاح اخلاق:

مذہب ایک اخلاق ساز قوت ہے۔ معاشرہ میں وہی اچھا ہے جس کا اخلاق اچھا ہے۔ انسانی اخلاق کا معاشرتی زندگی پر بہت گہرا اثر ہو تا ہے۔ ایک معاشرہ مالی طور پر خواہ کتنا ہی ترقی پذیر یا ترقی یافتہ کیوں نہ ہو اگر اس معاشرہ کے افراد بد اخلاق ہوں تو اس معاشرہ کو بہترین معاشرہ کا نام نہیں دیا جا سکتا۔ انسان کی باہمی زندگی کا تعلق اخلاق ہی سے ہے اور اخلاق تمام معاملات کی ابتداء ہے۔

مذہب سکون قلب کا وسیلہ:

انسان کے لیے مادی وسائل کی فراوانی سکون قلب کا باعث نہیں۔ جدید دور میں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ترقی کے باعث انسان بے شمار آسائشوں سے بہرہ ور ہے۔ لیکن اس کے باوجود اسے سکون قلب میسر نہیں۔ وہ بھرے گھر میں تنہا ہو کر رہ گیا ہے۔ دنیا کی دولتیں اس کی جھولی میں ہیں لیکن ان دولتوں کے عوض وہ کسی دکان سے سکون قلب نہیں خرید سکتا۔ اگر کوئی تلاش کرے تو اس دور میں بھی ایک درگاہ ہے جہاں سے قلبی سکون حاصل ہو سکتا ہے وہ درگاہ مذہب یا دین کی درگاہ ہے۔

مذہب اور حیات و کائنات کے وسائل:

انسان عقل و دماغ کا مالک ہے اور وہ اپنے سامنے نظر آنے والی اور محسوس ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوچتا ہے۔ کبھی وہ سوچتا ہے کہ یہ زمین و آسمان کیسے بنے اور چاند ستارے کیسے وجود میں آئے اور کبھی وہ زندگی کی حقیقت اور موت کے امکان پر غور کر تا ہے۔ کبھی اس کے سامنے کائنات کا آغاز کیسے ہوا اور اس کا انجام کیا ہو گا کے بارے میں سوچتا ہے۔ ان تمام سوالات کی طرف جو چیز ہماری واضح رہنمائی کرتی ہے وہ ہے دین یا مذہب۔

مذہب اور اصلاح تہذیب و تمدن:

مذہب دنیا کی تمام تر تہذیبوں کا بنیادی عنصر رہا ہے۔ بالفاظ دیگر دنیا کی ہر تہذیب نے مذہب ہی کے بطن سے جنم لیا ہے۔ ہر دین حق تہذیبی صداقتوں کا مجموعہ ہے۔ تہذیب و تمدن کی تمام اقدار مذہب ہی کی بنا پر قائم ہیں۔ اور مذہب یا دین ہی ان تہذیبوں کو محفوظ رکھنے کا واحد ذریعہ ہے۔

تعمیر شخصیت میں دین اور مذہب کے اثرات:

اگر ہم اپنے ارد گرد کے ماحول پر نظر ڈالیں تو کوئی بھی فرد یا شخص ایسا نہیں ہو گا جس کا کیسی نا کیسی دین یا مذہب سے خاص رشتہ ہو گا یعنی وہ شخص اس کا پیروکار ضرور ہو گا۔ یہ وجہ ہے کہ اگر کیسی بھی فرد کے زندگی کا مطالعہ کیا جائے تو اس کی زندگی میں مذہب یا دین کی وجہ سے مندرجہ ذیل اثرات نمایا نظر آئیں گے:

مذہب اور توحید کا قیام:

اگر مذاہب عالم کا غور سے مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذہب یا دین کی اساس توحید باری تعالیٰ ہے۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے توحید اور خدا شناسی کی تعلیم دی۔ خدا کو ایک ماننے سے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور بزرگی میں اضافہ نہیں ہوتا۔ اگر تمام دنیا کے لوگ خدا کو تسلیم کرنا چھوڑ دیں تب بھی خدا کی عظمت اور بزرگی میں فرق نہیں آتا۔ اس عقیدہ میں انسان کے لئے ہی فوائد مضمر ہیں۔ جن سے انسانیت کی بقا مضبوط ہوتی ہے۔

مذہب اور اتحاد نسل انسانی:

عقیدہ توحید نسل انسانی کے اتحاد کے کونے کا پتھر ہے۔ یہی وہ بنیاد ہے جس پر اتحاد کی عمارت استوار کی جاسکتی ہے۔ قرآن مجید میں خدا کو رب العالمین کہا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی صفت ربوبیت کے تحت دنیا کی تمام قومیں خدا تعالیٰ کی عیال ہیں۔ وہ سب کی خبر گیری کرتا ہے۔ توحید کا عقیدہ یہ سبق دیتا ہے کہ تمام بنی نوع انسان کو اتحاد اور محبت کے ساتھ زندگی بسر کرنا چاہیے۔ یہ ہی وجہ ہے مذہب یا دین نسلِ انسانی کے اتحاد میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

مذہب اور قیام امن:

دین یا مذہب امن عالم کا ضامن ہے کیونکہ دین یا مذہب عالمگیر اخوت، اتحاد، محبت اور مساوات کو جنم دیتا ہے۔ اور نفرت، عداوت کو بالکل ختم کرتا ہے۔ جب دشمنی اور تعصب دنیا کی قوموں سے مٹ جائے تو دنیا میں امن قائم کرنا مشکل نہیں رہتا۔ جس سے انسانی زندگی پر بڑا خاص اثر پڑتا ہے۔

مذاہب اور معاشرتی ترقی:

مذہب یا دین علوم اور سائنس کی ترقی کا ضامن ہے۔ اس نے انسان کو یہ سبق دیا کہ وہ اشرف المخلوقات ہے اور کائنات کی ہر چیز انسان کی آسائش کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اس سبق نے انسان کو کائنات کی ہر چیز مسخر کرنے کی طرف توجہ دلائی اور انسان کو کائنات کے عناصر کے خواص معلوم کرنے میں لگ گیا۔ جس سے مختلف علوم اور سائنس نے ترقی کی۔

مذاہب اور انسانی اقدار:

مذہب اور دین کا لازمی جز انسانی عظمت ہے۔ جب ایک انسان اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک تسلیم کرتا ہے تب وہ دنیا کی ہر غلامی سے نجات پاتا ہے اور اس کو پوری کائنات پر برتری حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ وجہ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا: "وہی ذات ہے، جس نے سب کچھ جو زمین میں ہے تمہارے لئے پیدا کیا"۔

مذہب اور درس مساوات:

مذہب یا دین ہی انسانی زندگی میں مساوات کا درس دیتا ہے۔ اور پامال شدہ افراد کو عزت واحترام فراہم کرتا ہے۔ مذہب یا دین کی تعلیمات ہی وہ واحد ذریعہ ہیں جن سے نسلی، قومی اور لسانی امتیازات کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

مذہب اور انسانی فلاح وبہبود:

مذہب ہی ایک قوت ہے جو انسان کی روحانی اور مادی فلاح کا ضامن ہے۔ اس نے ہی وہ اصول مقرر کئے ہیں جن پر چل کر انسان کامیابی وکامرانی سے ہمکنار ہو سکتا ہے۔ اگر مذہبی دنیا کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ ہر مذہب میں عبادت الہٰی کا تصور پایا جاتا ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ ہر مذہب کی کتاب میں دنیاوی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے اصول بیان فرمائے گئے ہیں۔ غرض مذہب انسان کی مادی اور روحانی فلاح کا باعث ہے۔

مذہب اور رواداری:

مذہب یا دین ہی ہمیں رواداری کا پیغام بنی نوع انسان کے ہر طبقے تک پہنچانے کا حکم دیتا ہے۔ اور ہر ایک سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہر مذہبی کتاب اور ہر رسول کو تسلیم کیا جائے اور مذہب یا دین کے نام پر خون خرابہ نا کیا جائے۔

مذہب اور جزاو سزا کا جذبہ:

جزاوسزااور حیات بعد الموت کا علم سوائے مذہب کے کہیں سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ انسان کی اپنی عقل اس قدر دور کے نتائج کو بھانپ نہیں سکتی۔ پس خدا تعالیٰ نے اپنے رسولوں اور نبیوں کے ذریعے جزاوسزا کا قانون لوگوں کو بتایا۔

مذہب اور عقل شناسی:

انسان کی عقل کوتاہ اور ناقص ہے۔ مذہب نے انسان کو عقل کی رہمائی کے لئے عائلی، عمرانی، سیاسی، اقتصادی اصول وضع کر دیئے تاکہ انسان ان اصولوں کی روشنی میں زندگی کے ہر قسم کے مسائل کو حل کر سکے۔ اگر انسان کے سامنے وہ اصول نہ ہوتے تو وہ ہلاکت اور بربادی کے گڑھے میں گر جاتا۔